تربیت اطفال، مسائل اور والدین کی ذمہ داریاں عصر حاضر کے تناظر میں

(Training of Children, Issues and Parental Responsibilities in a Contemporary Context)

Tasawar Hussain [1]
Prof. Dr. Hafiz Ghulam Yousaf [2]

ABSTRUCT:

The training of children is of utmost importance for any nation, tribe or country. Because baby is like wet clay. We will treat him as we would like to be treated. As Muslims, we are fortunate that our religion provides us with a complete code of conduct. By following which we can get guidance for any field of life. From the life of such Holy Prophet (saw) we can easily get the standard of training of children. Because in the history of the world, no other nation, country or tribe has trained a society faster than you. Parents are just like a gardener. Like a gardener planting a garden and then cultivating it with the help of night and day hard work. When to water it, when to prune it, when to use fertilizer. When to spray caterpillars. That is, after its preservation in every way, it finally takes the form of a fruit tree. And the gardener is very happy to see the fruit ready. Of course, the training of children is completed after a continuous effort. The best training of children is essential for building a better society. Islam considers the training of children as an obligation and for this Shariah obligation, the parents are responsible for the first step, the society for the second step and the state for the third step.

Keywords: *cultivate, caterpillars, preservation, fertilizer*

اطفال کی تربیت کی ضرورت واہمیت

بچوں کی تربیت مختلف نقطہ ہائے نظر سے اہمیت کی حامل ہے۔

1۔بچوں کی تربیت کی اولین ذمہ داری والدین کی ہے جس کو دینی اور دنیاوی دونوں پہلوؤں کو سامنے رکھ کرنا بہت ضروری ہے ارشاد باری ہے:

"یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَیْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّایَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ۔"[3]

"اے ایمان والو اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اس پر سخت کرے (طاقتور) فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کا حکم نہیں ٹالتے اور جو انہیں حکم ہو وہی کرتے ہیں."

---

[1]. PhD Scholar, Department of Islamic Studies, GIFT University, Gujranwala
[2]. Professor, Department of Islamic Studies, GIFT University, Gujranwala

[3]۔التحریم،6:66
Al-Tahrīm, 66:6

یعنی اولاد کی تربیت ایسے کرو کہ روز محشر آپ سرخرو ہوں۔

2۔ بچوں کی تربیت کی ذمہ داری ماں اور باپ دونوں کی مشترکہ اور برابر ہے کسی کو بھی اپنی مصروفیات کی بناء پر استثناء حاصل نہیں ہے۔ کیونکہ اولاد کی بہتر تربیت یا بدترین تربیت کا فائدہ نقصان دونوں کو اٹھانا ہوگا۔

3۔ اگر والدین بچوں کو خود وقت نہیں دیتے خواہ وجہ کاروبار ہے یا کوئی اور بچوں کی تربیت سکول ٹیچرز اور نوکروں نے کرنی ہے تو بچے تربیت سے محروم اور بری عادات کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اور دین سے بھی بے بہرہ ہو جاتے ہیں۔

4۔ بچپن کی بہترین تربیت پاکیزہ جوانی کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ بچپن میں والدین کے پاس بچوں کو سدھارنے کا بہترین وقت ہوتا ہے اس میں اگر سدھار لیا تو زبردست اور ناکام ہو گئے تو بعد میں سدھرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"فَاَقِمْ وَجْهَکَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ۔"[4]

"تو اپنا منہ سیدھا کر واللہ کی اطاعت کے لیے ایک اکیلے اسی کے ہو کر اللہ کی ڈالی ہوئی بنا جس پر لوگوں کو پیدا کیا اللہ کی بنائی چیز نہ بدلنا یہی سیدھا دین ہے، مگر بہت لوگ نہیں جانتے۔"

5۔ اچھی تربیت والدین کی بخشش اور درجات کی بلندی کا ذریعہ بنتی ہے۔ کیونکہ انسان کی وفات کے بعد اس کا نامہ اعمال بند ہو جاتا ہے۔ کیونکہ انسان خود تو نیکی کر نہیں سکتا۔ لیکن تین چیزیں مرنے کے بعد بھی انسان کے نامہ اعمال میں نیکیاں بڑھاتی ہیں۔ پہلی چیز صدقہ جاریہ دوسری چیز ایسا علم جس سے لوگوں کو فائدہ ہو تیسری چیز ایسی نیک اولاد جو اس کے لیے دعاء کرے۔ حدیث شریف میں ہے:

"ان العبد لترفع له درجه فیقول اد رب انی لی هذا فیقال باستغفارولدک لک۔"[5]

"اللہ تعالیٰ کے ہاں جب انسان کے درجات بڑھائے جاتے ہیں تو وہ کہتا ہے: اے اللہ کریم میرے درجات میں بلندی کا کیا سبب ہے؟ تو جواب ملتا ہے، تیری اولاد جو تیرے مرنے کے بعد تیرے لیے استغفار کرتی ہے"

6۔ بچوں کی تربیت اغیار کی پالیسیوں کے تناسب سے تیاری کریں۔ یعنی کہ صرف بچوں کی تربیت دنیاوی ترقی نہ ہو بلکہ مذہب کا پہلو بھی گہرا نظر آئے۔ غیر مذہب جو آج ہمارے مسلم تشخص کو ختم کرنے کے درپے ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے بچوں کی ذہن سازی کی جائے تاکہ بچے ایسی مشکلات کا مردانہ وار مقابلہ کر سکیں۔ حدیث مبارکہ ہے:

"یوشک الامم ان تداعی علیکم کما تداعی الاکله الی قصعتها" [6]

---

[4]۔ الروم، 30:30 — Al-Room, 30:30

[5]۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید، السنن، ریاض، دارالسلام للنشر والتوزیع، رقم الحدیث: 3660

Ibn e Mājah, Muhammad bin Yazīd, *Al-Sunan*, Riyadh, Dār Al-Salām li Nashr wa Al-Touzī, Hadith# 3660

[6]۔ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، السنن، ریاض، دارالسلام للنشر والتوزیع، رقم الحدیث 4297

Abū Dawūd, Sulemān bin Ash'as, *Al-Sunan,* Riyadh, Dār Al-Salām li Nashr wa Al-Touzī, Hadith: 4297

"تمام اقوام تم پر اس طرح ٹوٹ پڑیں گی جس طرح کھانے والوں کے ہاتھ لپک لپک کر کھانے کے برتن کی جانب بڑھتے ہیں۔"

تو اس کے لیے ہمیں اپنے بچوں کو انگلش میڈیم سکولز کالجز غلط اخبار و جرائد اور ٹی وی ڈش وی سی آر کمپیوٹر، موبائل وغیرہ کی غلط تربیتوں سے نکال کر ڈائریکٹ اپنی تربیت میں لیں تاکہ وہ کفر کی شازشوں کو کفر والحاد کی آندھیوں سے اپنے دامن کو بچا کر علم و عمل کی تلوار سے کاٹ سکیں۔

بچے کی ولادت پر والدین کے فرائض:

1۔ بچے کے کان میں اذان و اقامت کہنا۔ ولادت کے بعد بچے کو غسل دے کر اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے۔ بچے کے کان میں اذان دینا مسنون عمل ہے۔ ابن قیم رحمتہ اللہ علیہ نے اذان کا فلسفہ بین کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ بچہ دنیا میں آ کر سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی بڑائی کی آواز سنتا ہے، اس کے کان توحید اور رسالت سے آشنا ہوتے ہیں۔

2۔ جب بچہ پیدا ہو جائے تو اسے میٹھی چیز کی گھٹی دینی چاہیے۔ گھٹی سے بچہ منہ ہلاتا ہے اسکے جبڑے حرکت کرتے ہیں۔ وہ کچھ دیر تک گھٹی کو چوستا ہے اس طرح بچہ ماں کے پستان سے دودھ پینے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"ولد لی غلام فاتیت به النبی ﷺ فسماهٗ ابراہیم وحنکه بتمرۃ"[7]

"میرے یہاں بچہ ہوا، میں اس کو نبی اکرم ﷺ کے پاس لے گیا، آپ ﷺ نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور اسے کھجور کی گھٹی دی۔"

بہتر ہے کہ نیک آدمی سے گھٹی دلوائی جائے اور خیر و برکت کی دعا بھی کی جائے۔

3۔ بچے کا نام رکھنا اور سر مونڈوانا۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد پاک ہے:

"کل غلام رہین بعقیقة تذبح عنه یوم سابعه ویسمٰی فیه ویحلق راسه" [8]

"ہر بچہ اپنے عقیقہ کے ساتھ گروی ہے۔ پیدائش کے ساتویں دن اس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے، اس کا نام رکھا جائے اور اس کا سر مونڈا جائے۔"

بچے کا نام بہت اچھا اور خوبصورت اچھے معنی والا ہونا چاہیے۔ اس لیے کہ بچے کی شخصیت پر نام کا بڑا اثر ہوتا ہے۔ بہتر ہے کہ اسلامی نام ہوں لڑکے کے نام کے ساتھ محمد ہو تو زیادہ بہتر ہے۔ آپ ﷺ برے نام کو بدل دیتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"کان بغیر الاسم القبیح"[9]

"آپ ﷺ برا نام بدل دیا کرتے تھے۔"

---

[7]۔ بخاری، محمد بن اسمٰعیل، الجامع الصحیح، ریاض، دار السلام للنشر والتوزیع، رقم الحدیث: 5467

Bukhari, Muhammad bin Ismāīl, *Al-Jāme Al-Sahīh,* Riyadh, Dār Al-Salām li Nashr wa Al-Touzī, Hadith:5467

[8]۔ ابو داؤد، السنن، رقم الحدیث: 2837

Abū Dawūd, *Al-Sunan*, Hadith: 2837

[9]۔ مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح، ریاض، دار السلام للنشر والتوزیع، رقم الحدیث: 2139

Muslim bin Al-Hujjāj, *Al-Jāme Al-Sahīh,* Riyadh, Dār Al-Salām li Nashr wa Al-Touzī, Hadith:2139

اسی طرح بچے کے سر کو مونڈوانا بھی صحت کے لیے ضروری ہے۔ یہ مسنون عمل ہے۔

بالوں کو مونڈنے سے بچے کے سر کے مسامات کھل جاتے ہیں بچے کو ایک نئی طاقت اور تازگی محسوس ہوتی ہے اس کا اثر بچے کی بینائی سماعت اور سونگھنے کے حواس پر پڑتا ہے۔اس سے پیدائش کے وقت خون میں لتھڑنے کی وجہ سے گندگی جڑوں میں بیٹھ جاتی ہے بالوں کو مونڈنے سے وہ گندگی صاف ہو جاتی ہے۔

4۔بچے کا عقیقہ کرنا سنت ہے۔لیکن فرض یا واجب نہیں ہے۔یہ ایک مسنون سنت ہے۔حضور اکرم ﷺ کا ارشاد پاک ہے:

"مع الغلام عقیقة فاهر قواعنه وامیطوعنه الاذی" [10]

"لڑکے کا عقیقہ کرو۔اس کی طرف سے خون بہاؤاور اس کی تکلیف دور کرو(سر کے بال صاف کرو)"

لڑکی کی پیدائش پر ایک بکری یا بکرا یا بھیڑ بہتر ہے ورنہ گائے اونٹ کی بھی کی جاسکتی ہے۔اور لڑکے کے لیے دو بکریاں یا بکرے عقیقہ اور قربانی کے جانور کی شرائط ایک ہی ہیں۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ ان الفاظ میں موجود ہے:

"ولیکن ذالک یوم السابع فان لم یکن ففی اربعة عشر فان لم یکن ففی احدی وعشرین" [11]

"عقیقہ ساتویں دن ہونا چاہیے اگر میسر نہ ہو تو چودھویں دن اور پھر بھی میسر نہ ہو تو اکیسویں دن۔"

5۔بچے کا ختنہ کرنا سنت ہے۔بعض ائمہ کے نزدیک سنت موکدہ اور بعض فقہا کے نزدیک واجب ہے۔ختنہ کرنا سنت کا کام اور نہ کرنے والا گناہ گار ہوتا ہے۔نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

"الفطرة خمس : الختان، والا ستخدادُ وقصُ الشارب وتقلیم الاطفارو نتف الابط" [12]

"پانچ کام فطرت کا حصہ ہیں؛ختنہ کرانا،ناف کے نیچے بال صاف کرنا،مونچھیں کاٹنااور بغل کے بال صاف کرنا۔"

ختنہ کرانا سنت ابراہیمی بھی ہے۔طب جدید کی تحقیق یہ ہے کہ ختنہ نہ کرانے سے پیشاب کی جگہ سرطان کا مرض ہو جاتا ہے۔

6۔اولاد سے محبت ایک فطری جذبہ انسانی بھی ہے ہر ماں باپ اپنے بچوں سے پیار کرتے ہیں اور ان کا منہ چومتے ہیں۔ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ بچوں سے بہت پیار کرتے اور انکو چومتے بھی تھے۔سیدنا ابوہریرہ بیان فرماتے ہیں:

"قبل رسول الله ﷺ الحسن بن علی عنده الا قرع بن حابس التمیمی جالسا، فقال الا قرع : ان لی عشره من الولد ما قبلت منهم احدا، فنظر الیه رسول الله ﷺ قال :من لا یرحم لا یرحم۔" [13]

---

[10]۔بخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:5472 — Bukhari, *Al-Jāme Al-Sahīh*, Hadith: 5472

[11]۔حاکم، محمد بن عبداللہ، المستدرک علی الصحیحین، 4/238-239 — Hakim, Al-Mustadrak Alā Sahīhain, 238,239/4

[12]۔بخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:5891 — Bukhari, *Al-Jāme Al-Sahīh*, Hadith:5891

[13]۔ایضاً، رقم لحدیث 5997 — ibid, Hadith:5997

"رسول اللہ ﷺ نے حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو بوسہ دیا۔ نبی کریم ﷺ کے پاس اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ میرے دس لڑکے ہیں اور میں نے ان میں سے کسی کو بوسہ نہیں دیا نبی کریم ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ جو اللہ کی مخلوق پر رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔"

یعنی اولاد سے محبت پیار کرنا ان کا حق ہے جس سے اولاد کے اندر خود اعتمادی آتی ہے۔

اطفال کی صفائی کا خیال رکھنا

1۔ بچوں کی صفائی اچھی صحت کے لیے ضروری ہے۔ انسانی جسم سے نکلنے والے فاضل مادے باریک مسام سے نکلتے ہین جو نہانے سے صاف اور کھلے رہتے ہیں ورنہ بند اور بیماری کا باعث بنتے ہیں۔ اسی طرح پیشاب کے اخراج کا راستہ اگر گندہ ہو گا تو بیماریوں کو دعوت دے گا۔ رسول ﷺ کا فرمان ہے کہ " **الطهور شطر الايمان**"[14] ترجمہ "صفائی نصف ایمان ہے" اس لیے اسلام غسل اور وضو پر زور دیتا ہے۔ بچوں کو باقاعدگی سے نہلائیں گرم پانی سے۔ بچوں کو کھڑے اور گندے پانی سے نہ نہلائیں۔

2۔ دانتوں کی صفائی صبح اٹھنے کے بعد کریں تاکہ رات بھر کی منہ کی گندگی کو صاف ہو جائے۔ جس کے لیے مختلف ٹوتھ پیسٹ، کیلا، منجن، وغیرہ استعمال کر سکتے ہیں۔ لیکن مسواک کرنا سب سے بہتر اور افضل عمل ہے۔ رسول ﷺ نے فرمایا:

"**السواك مطهرة للفم مرضاة للرب**" [15]

"مسواک منہ کی پاکیزگی، رب تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ ہے۔"

3۔ ماں کی ذمہ داری ہے کہ بچے کے کانوں کو کسی نرم اور غیر ضرر چیز کے استعمال سے صاف رکھنے کی بچے کو عادت ڈالے۔

4۔ ناخن کی صفائی بھی دانتوں کی طرح اہم ہے کیونکہ ناخنوں کی میل کچیل کھاتے پیتے وقت منہ میں جاتی ہے اور معدے کی بیماریوں کا باعث بنتی ہے۔ لہذا بچے کے ناخن بڑھنے نہیں دینا چاہیے تاکہ اس کو بروقت ناخن اتارنے کی عادت پڑ جائے۔

5۔ لباس کی صفائی شخصیت کا آئینہ ہوتی ہے۔ اس لیے ہمیشہ پاکیزہ اور صاف ستھرا لباس زیب تن کرنا چاہیے۔ لباس پہننے کے تین مقاصد ہوتے ہیں

1۔ قابل شرم حصوں کو چھپانا 2۔ موسمی اثرات سے حفاظت 3۔ جسم کی زیبائش و آرائش کرنا۔

بچوں کو ایسے لباس پہننے کی عادت ڈالیے جو ان تینوں مقاصد کو پورا کرتے ہوں۔

6۔ بچے کو پریشانی اور مشکلات سے دور رکھنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ تفکرات رنج و غم انسان کی صحت اور اخلاق و کردار پر برے اثرات مرتب کرتا ہے۔ اس لیے بچے کی نشو و نما اچھے خوشگوار ماحول میں کرنی چاہیے۔

---

[14]۔ مسلم ،الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 223

Muslim, Al-Jāme Al-Sahīh, Hadith: 223

[15]۔ نسائی، احمد بن شعیب، ریاض، دار السلام للنشر والتوزیع، رقم الحدیث: 5

Nisāī, Ahmad bin Shoaib, *Al-Sunan,* Riyadh, Dār Al-Salām li Nashr wa Al-Touzī, Hadith:5.

7۔اس بات کا خاص خیال رکھیں جب گھر تعمیر کریں تو کشادہ اور ہوادار ہونا چاہیے اس کے انسانی صحت پر بہت اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔اور چھوٹے بچوں کو مناسب دھوپ اور تازہ ہوا میسر ہو۔بچے کو بند اور تاریک جگہ پر نہ رکھیں۔

اطفال کی تربیت میں حکمت سے کام لینا

1۔بچوں کی تربیت میں تحمل اور حکمت سے کام لیناضروری ہے۔کیونکہ بچے ناپختہ عمر میں ہوتے ہیں۔حدیث مبارکہ کے الفاظ ہیں:

"الحكمة ضالة المومن"[16]

"حکمت مومن کا گم شدہ سرمایہ ہے۔"

بچوں کی تربیت کیلئے گھر کے ماحول کو بہتر سے بہتر بنانا بہت ضروری ہے۔ماحول جس قدر سازگار ہوگا اتنا ہی تربیت میں آسانی پیدا ہوگی۔اور ذیل ہدایات پر عمل کریں۔

2۔۔بچوں کی غلطیوں پر درگزر کرنا سیکھنا چاہیے۔اگر بچہ غلطی کرتا ہے تو کبھی بھی باقی لوگوں کے سامنے اس کی ڈانٹ ڈپٹ نہ کریں بلکہ بعد میں دوستانہ ماحول میں اس کو سمجھائیں کہ آپ نے یہ غلطی کی جو اچھی بات نہیں۔اس کا تو یہ برااثر پڑتا ہے۔اس کے ساتھ ہی اس کی چند خوبیاں اس کے ساتھ بیان کریں تاکہ وہ اچھائیوں کی راغب ہو اس کی حوصلہ افزائی ہو۔

3۔دوران تربیت بچوں سے بچگانہ حرکتوں کی توقع رکھنی چاہیے۔اور ان کے عقلی معیار کو ہر صورت نظر انداز نہ کریں۔ان سے طفلانہ غلطیوں کی امید رکھیں۔اپنی برداشت کو بڑھائیں کیونکہ ممکن چھوٹا سا کام یا بات آپ کو کئی بار بچوں کو سمجھانی پڑے۔

4۔بچوں کے اندر نت نئے تجربات کرنے کی صلاحیت کو پروان چڑھنے دینا چاہیے اور تھوڑا بہت نقصان کرنے دیں۔اور اس پر ڈانٹ ڈپٹ نہ کریں۔کیونکہ ڈانٹ ڈپٹ سے وہ کچھ نیا کرنے اور اس نئے کام سے سیکھنے کی صلاحیت سے محروم ہو جائے گا۔اس کے ذہن پر نیا کام کرنے سے نقصان کا خدشہ سوار ہو جائے گا۔

5۔بچوں کی چھوٹی چھوٹی خواہشات کو اپنی حیثیت کے مطابق پورا کرنا چاہیے۔اور پھر کبھی کبھی اچھے طریقے سے ٹال بھی دینا چاہیے یعنی ساری خواہشات پورا کرنا بھی ٹھیک نہیں اور ساری کو رد کرنا بھی مناسب نہیں ہے۔بچے کو ضدی یا بزدل ہونے سے بچائیں۔بچوں کو اکٹھا کھانا کھلائیں، چیزیں آپس میں بانٹنے کی عادت ڈالیں،ایک دوسرے کی مدد کرنے کی ترغیب دیں، جس سے بچے کے اندر رزائل اخلاق میں کمی اور اعلیٰ اخلاق میں بہتری ہوگی۔

6۔کچھ چیزیں جو بچے کی سیرت کی تعمیر میں مناسب نہیں ان سے بچے کو دور رکھنا ہے مثلاً فلمیں دیکھنا، برے لٹریچر پڑھنا، ٹی وی پر بری نشریات دیکھنا، موبائل سے بری چیزیں دیکھنا، وغیرہ،اس کی جگہ بچے کو اچھی اسلامی کہانیاں، دلچسپ سبق آموز قصے، وغیرہ جیسی اچھی چیزوں سے بچے کی علیحدہ الماری سجائیں جو صرف آپ کے بچے کے زیر استعمال ہو۔

16۔ترمذی، محمد بن عیسیٰ بن سورہ، الجامع، ریاض، دارالسلام للنشر والتوزیع، رقم الحدیث:2687

Tirmidi, Muhammad bin Essa, *Al-Jāme*, Riyadh, Dār Al-Salām li Nashr wa Al-Touzī, Hadith:2687

7۔بچے کو زندگی کے مشکل تجربات سے دور رکھیں۔تاکہ اس کی شخصیت پر تلخ تجربات نہ ہوں کیونکہ تلخ تجربات زندگی پر برے اثرات مرتب کرتے ہیں جس سے بچے میں احساس کمتری، بزدلی کے جزبات پیدا ہوتے ہیں۔

8۔بچوں کو ان کی عمر اور طاقت کے لحاظ سے کام لیں۔ان پر زیادہ بوجھ نہ ڈالیں جیسا کہ اکثر اوقات ہم بچے کو ایک کلاس میں فیل ہونے پر اگلی میں ترقی دے دیتے ہیں یا ایک کلاس چھوڑوا کر اگلی کلاس میں بھیج دیتے ہیں۔اس سے بچہ تعلیمی میدان میں کمزور ہو جاتا ہے۔اگر بچے کے اندر کوئی بری عادت جنم لے رہی ہے اس بچے کی سرگرمیوں کا رخ بدلنے کی کوشش کریں، مثلاً اگر بچہ لڑائی کا عادی ہو رہا ہے تو آپ اس کو کشتی، کبڈی کھلائیں اس سے اس کے جیت، ہار کا جذبہ پیدا ہو گا اس کے اندر برداشت بڑھے گی۔

9۔بچے کو سمجھانے میں دوائی والا فارمولا استعمال کریں یعنی دوائی کتنی ہی کڑوی ہو اسکا سیرپ ہمیشہ میٹھا ہی ملتا ہے۔بچے کو نرمی، پیار، مزاح کے انداز میں بات سمجھائیں آپ کی بات کا زیادہ اثر لے گا۔

10۔بچے کو بار بار نصیحت کرنا مناسب عمل نہیں ہے اس سے بچہ اُکتا جاتا ہے جب بچہ خوشگوار موڈ میں ہو فارغ ہو، گپ شپ کے موڈ میں ہو اس وقت نصیحت کریں۔بچے کو سوال کرنے سے ہر گز نہ روکیں اس سے اس کی شخصیت میں نکھار آئے گا۔اگر بچہ آپ کی کسی بات کو سمجھ نہیں سکا تو وہ آپ سے بغیر کسی جھجھک کے آپ سے دوبارہ پوچھ لے کہ یہ بات مجھے سمجھ نہیں آئی۔

11۔بچے کو خوش اخلاق بنانے کے لیے والدین کا خود ماڈل بننا بہت ضروری ہے۔یہ ممکن نہیں کہ والدین خود تو ہر بات پر توں تکرار کریں اور ان کے بچے بہت خوش اخلاق اور خوش گفتار ہوں۔جب بچہ بولنے لگ جائے تو اسے اچھی اچھی باتیں، اشعار، مختصر حدیثیں، مختصر قرآنی آیات بمعہ ترجمہ سکھائیں اس سے بچوں کی گفتگو بہتر ہو جائے گی۔

12۔بچوں کو اخلاقی لحاظ سے بہتر کرنے کی مسلسل جدوجہد کرنی چاہیے۔کیونکہ مختصر ترین مدت میں ایک عظیم معاشرہ کی بنیاد آپ ﷺ نے اپنے اخلاق سے رکھی۔حدیث مبارکہ ہے:

"ان من خیارکم اخسنکم اخلاقا۔"[17]

"تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔"

اخلاق ایک ایسی دولت ہے جس سے ہر چیز خریدی جاسکتی ہے۔اپنے حسن اخلاق سے اپنے بچوں کو خوش اخلاق بننے کی تربیت دیں۔بچے کی بری عادات کو کسی صورت خاموشی سے برداشت نہ کریں بلکہ اچھے طریقہ سے اس کی حوصلہ شکنی کریں۔تاکہ وہ آئندہ ایسی بری حرکت سے بعض رہے۔بچے کی تربیت میں خشک نصیحتوں سے گریز کریں اور اچھی کہانیوں، قصوں سے ان کی آبیاری کریں۔ہر وہ چیز جو آپ کو بری لگے اس سے بچے کو دور رکھیں اور ہر اچھی چیز کی جانب بچے کو دلنشین طریقے سے راغب کریں۔

بچوں کی پرورش پر عدم توجہ سے پیدا ہونے والے مسائل اور ان کا حل

[17]۔بخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:3559۔　Bukhari, Al-Jāme Al-Sahīh, Hadith: 3559

1۔آج کے صنعتی دور نے بچوں کو ماں کی آغوش سے دور کر دیا ہے۔ماں نے بچوں کو عایا کے حوالے کر دیا ہے۔یا پھر اچھے سکول میں داخل کروا کر اپنے آپ کو اس ذمہ داری سے بری الذمہ سمجھتی ہیں۔حالانکہ عایا کبھی بھی ماں کا نعم البدل نہیں ہو سکتی۔عایا ایک ایسی عورت جس کا اپنا معاشرے میں کوئی مقام نہیں ہے وہ کیا عزت،اخلاقیات آپ کے بچے کو سکھائے گی جس کے اپنے پاس نہیں ہیں۔زیادہ سے زیادہ وقت اپنے بچوں کو دیں اور خود ان کی بہتر سے بہتر پرورش کریں۔یا ماں کی نوکری کی صورت میں بچوں کو نانی یا دادی کے حوالے کریں۔

2۔اکثر والد کے بیرون ملک یا گھر سے دور ملازمت کاروبار کی وجہ سے بالغ بچے بری صحبت نشے وغیرہ کا شکار ہو جاتے ہیں لہذا جب اولاد بالغ ہونے لگے تو والد کوشش کرے بچوں کو پاس رکھے۔

3۔بچوں کی تربیت میں اکثر ہم غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں کہ بچے صرف وہ ہی چیز سیکھیں گے جو ہم ان کو سکھاتے ہیں۔حالانکہ بچہ گھر میں اپنے ارد گرد ہونے والی ہر چیز پر غور کر رہا ہے اور اپنے اندر ان باتوں کو محفوظ کرتا جا رہا ہے۔لہذا سب سے بہتر چیز یہ ہے کہ والدین خود رول ماڈل بن جائیں اور کوئی کام خود ایسا نہ کریں جس سے بچے پر کوئی منفی اثر پڑے۔

4۔بچوں کو مارنے کی بجائے پیار کریں اور ان کی نفسیات کو سمجھنے کی کوشش کریں۔کیونکہ بچے پختہ ذہن کے نہیں ہوتے اور ماں باپ کے مارنے یا سختی کرنے کا الٹا اثر لیتے ہیں۔ماں باپ کو خیر خواہ کی بجائے دشمن سمجھنے لگتے ہیں۔جس سے ہم دیکھتے ہیں کہ بچے گھروں سے بھاگ جاتے ہیں یا خودکشی کر لیتے ہیں۔اس لیے بچوں کو ہمیشہ پیار سے سمجھانے کی کوشش کریں۔

5۔اگر بچہ غلطی کرتا ہے تو بچے کو ٹوکیں اور پھر اسے سمجھائیں کہ یہ بات ایسے نہیں ایسے کرنی چاہیے۔لیکن لوگوں کے سامنے کبھی بچے کی تذلیل نہ کریں۔بلکہ اسے علیحدگی میں سمجھانے کی کوشش کریں۔اس سے اس کی عزت نفس بھی مجروح نہیں ہو گی اور وہ بات کو بھی سمجھ جائے گا۔

6۔بچے کے اندر موجود خوبیوں کی دوستوں مہمانوں کے سامنے بچے کی موجودگی میں تعریف کریں۔اور اس کی خامیوں کی تشہیر نہ کریں۔تاکہ بچہ تعریف سن کر اپنے آپ کو مزید اچھا بنانے کی کوشش کرے۔

7۔بچوں کو بچپن سے ہی صاف ستھرا رہنے کی عادت ڈالیں۔ان کا لباس ستر و حجاب والا ہونا چاہیے۔ایسے فیشن والا لباس جس سے بے پردگی ہو بچوں کو نہ پہنائیں۔سات سال کی بچی کو باپردہ لباس پہنائیں اور اسکو سکارف پہننے کی ترغیب دیں۔کبھی بھی بیٹیوں کو بیٹوں والا یا بیٹوں کو بیٹیوں والا لباس نہ پہنائیں اس سے اسلام منع کرتا ہے۔بچوں کو بھڑکیلے لباس نہ پہنائیں۔

8۔بچوں کو کمپیوٹر اور موبائل گیمز سے دور رکھیں۔اگر بچے کو کمپیوٹر کی پڑھنے کی حد تک ضرورت ہے تو ٹھیک ہے لیکن کھیلنے کے لیے ایسی کھیل کا انتخاب کروائیں جس سے اس کی ذہنی اور جسمانی دونوں طرح کے فوائد حاصل ہوں۔

9۔ماں کا بچے کو جان بوجھ کر بچے کو اپنا دودھ نہ پلانا۔اس سے بچے کی حق تلفی ہوتی ہے۔بچے کی نشو و نما اس طرح نہیں ہو پاتی جس طرح ماں کا دودھ پینے سے ہوتی ہے۔ماں اور بچے کے درمیان پیار اور محبت میں کمی آجاتی ہے۔بچے کی قوت مدافعت کم ہو جاتی۔مائیں اپنی فٹنس کو برقرار رکھنے کے لیے اکثر بچوں کو دودھ سے محروم کر دیتی ہیں۔اور دودھ نہ پلانے کی وجہ سے آج کے دور میں چھاتی کا کینسر بڑھ رہا ہے۔لہذا بچوں کو دودھ پلانے کی ضرور کوشش کریں۔تاکہ ماں بچے کے مسائل سے بچا جس سکے۔

10۔بچوں کو حلال اور حرام کی تمیز سکھائیں۔اگر ہم اپنے معاشرے کے مستقبل کو کرپشن، بد دیانتی، حرام خوری، فراڈ، کام چوری جیسے مسائل سے بچانا چاہتے ہیں تو ہمیں چھوٹے بچوں کو حرام اور حلال کے درمیان فرق کو واضح کرنا بہت ضروری ہے۔اگر ہم یہ فرق سمجھانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو ہم معاشرے کے شاندار مستقبل کو دیکھیں گے۔

11۔بچوں کو کم عمری میں ہی نماز کا عادی بنائیں۔کم عمری میں نماز کی عادت اگر بن جائے تو بڑے ہو کر بھی نماز کے پابند رہیں گے۔اگر خدانخواستہ بچپن میں نمازی نہ بن سکا تو بڑے ہو کر بچے کو نماز کافی مشکل لگتی ہے اور اسے بوجھ تصور کرتا ہے۔نماز صرف عبادت کا نام نہیں بلکہ یہ ایک ورزش بھی ہے یہ انسان کو وقت کی پابندی سکھاتی ہے۔انسان کے ذہنی سکون کا باعث بنتی ہے۔اور یہ مومن کی معراج ہے۔

12۔آج کے ترقی یافتہ دور میں جہاں والدین اپنے بچوں کو دنیا جہاں کی آسائشیں مہیا کرتے ہیں وہاں والدین یہ شکایت کرتے نظر آتے ہیں کہ بڑھاپے میں اولاد ہماری خدمت نہیں کرتی۔اگر انسان اپنی اولاد کو رزق حلال کھلائے اور اپنے والدین کی خدمت کرتو یہ ممکن نہیں کہ اس شخص کی اولاد اس کی خدمت نہ کرے۔اپنی اولاد کو پہلے اپنے والدین کی خدمت کر کے دیکھائیں وہ جیسا دیکھتے ہیں ویسی خدمت کل آپ کی کریں گے۔

13۔بچوں کے دلوں میں رشتہ داروں کی نفرت پیدا نہ کریں۔آج کے دور میں اکثر لوگ اپنے قریبی رشتہ داروں سے ناراض نظر آتے ہیں اور پھر بچوں کے سامنے ان کے خلاف باتیں کرتے ہیں جس سے بچوں کے دلوں میں رشتہ داروں کی نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔انسان کا خاندان انسان کے لیے ایک ڈھال کی حیثیت رکھتا ہے۔قرآن وحدیث میں رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی اور اچھے سلوک کی تلقین کی گئی ہے۔معاشرے میں آپ کا خاندان جتنا آپس میں مضبوط ہو گا اتنا آپ کی عزت اور شہرت میں اضافہ ہو گا۔

14۔صدقہ وخیرات، زکوۃ دینا عادت بنائیں اور ایسا کرتے وقت اپنے بچوں کو ساتھ ملائیں۔مثال کے طور پر اگر زکوۃ دینی ہے تو بچوں سے حساب کروائیں کتنی بنتی ہے پھر ان سے کہیں فلاں فلاں شخص کو دے آؤ ایسا کرنے سے وہ بھی اس روٹین کو آگے زندگی میں لے کر چلیں گے۔اس سے اللہ پاک زندگی میں آسانیاں پیدا فرماتا ہے مال میں برکت پیدا ہوتی ہے۔

15۔بچوں کو جنسی زیادتی سے بچانے کے لیے ان کے اندر آگاہی پیدا کریں کہ اگر ان کو کوئی شخص ہاتھ لگاتا ہے تو ان کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ good touch ہے یا bad touch ہے۔اسی طرح بچوں کے سکول لے جانے اور لانے والا بندہ بااعتماد ہو زیادہ بہتر ہے خود ان کو سکول لے جائیں اور واپس لائیں۔بچوں کو دوسرے رشتہ داروں کے حوالے مت کریں۔بچوں کو بڑے بچوں کے ساتھ نہ کھیلنے دیں۔بچوں کے ٹیوٹر یا ٹیچر یا قرآن مجید کی تعلیم والے اساتذہ پر بھی کڑی نظر رکھیں کہ ان کا کردار کیسا ہے۔

16۔بچوں کے ساتھ دوستانہ ماحول رکھنا وقت کی ضرورت ہے۔اگر آپ بچوں کے ساتھ دوستی نہیں کریں گے تو بچے ہر بات آپ سے نہیں کر پائیں گے۔اور بچے کے کئی مسائل بھی آپ تک نہ پہنچ پائیں گے اور کئی دفعہ کسی نقصان کے بعد بندے پر اس مسئلے کی حقیقت آشکار ہوتی ہے۔اس لیے بچوں سے دوستی کرنے سے انسان مستقبل میں ہونے والے کئی مسائل سے پیشگی اطلاع کی وجہ سے نقصان سے بچ جاتا ہے۔

17۔بچوں کو کبھی کبھی سیر و تفریح کے لیے لے جانا چاہیے۔اس سے بچوں کے علم میں اضافہ ہوتا ہے۔ان کے ذہن ہر خوشگوار یادیں نقش ہو جاتی ہیں۔بچوں کے اندر خود اعتمادی بڑھ جاتی ہے۔اس سے بچوں کا گھومنے پھرنے کا شوق پورا ہو جاتا ہے اور روزمرہ کی روٹین میں بھی تبدیلی آتی ہے۔ کیونکہ انسان فطری طور پر تبدیلی کو پسند کرتا ہے۔

18۔بچوں پر فیصلے ٹھونسنے کی ہر گز کوشش نہ کریں۔ جیسا کہ آپ ہر صورت ڈاکٹر ہی بنیں یا پائلٹ وغیرہ یا شادی کے معاملے میں فلاں لڑکی یا فلاں لڑکے سے کرو بلکہ ان سے مشورہ کرو ان کی خواہش سنو، اگر آپ کی خواہش زیادہ بہتر ہے تو پھر دلیل سے ان کو قائل کرنے کی کوشش کرو اگر بچے کی دلیل مضبوط ہے تو مان لیں لیکن کبھی ہٹ دھرمی کا مظاہرہ نہ کریں۔

19۔ریاست کی یہ ذمہ داری ہے کہ میڈیا پر غیر اخلاقی نشریات نشر کرنے پر پابندی عائد کرے۔ جیسا کہ آج کل ڈراموں میں محرم رشتوں کے ساتھ عشقیہ ڈرامے پاکستانی میڈیا دکھا رہا ہے۔اور قومی اخلاقیات تباہ ہو رہی ہیں۔

20۔اکثر لوگ بیٹوں کی تعلیم و تربیت پر زیادہ خرچ کرتے ہیں اور بیٹیوں کی تعلیم پر کم جبکہ ایک پڑھی لکھی بیٹی کل ماں بن کر پورے خاندان پر اچھے اثرات مرتب کرتی ہے۔دوسرا تفاوت روا رکھنے سے بچوں کے اندر بددلی پیدا ہوتی ہے۔

نتائج

بچوں کی اچھی تربیت کے نتیجے میں بچے والدین کے فرمانبردار بن جاتے ہیں۔

بچوں کی اچھی تربیت کرنے سے بچے معاشرے کے مفید شہری بن کر اچھے معاشرے کی تشکیل دیتے ہیں۔

بچوں کی اچھی تربیت سے ملک کا مستقبل پر امن، جرائم سے پاک، اور ملکی ترقی کی رفتار میں دن دگنی رات چوگنی ترقی ہوتی ہے۔

بچوں کی اچھی تربیت کرنے سے عائلی زندگی میں خوشحالی اور ٹھہراؤ پیدا ہوتا ہے۔

سفارشات

سب سے پہلے والدین کو چاہیے کہ وہ بچوں کو اچھی تربیت دینے کے لیے خود کو ایک رول ماڈل کے طور پر پیش کریں اور جتنا اچھا بچوں کو دیکھنا چاہتے ہیں اتنے اچھے خود بن کر بچوں کو دکھائیں۔ کیونکہ بچے اپنے ارد گرد ہونے والے ہر عمل سے اثر لیتے ہیں۔ اگر والدین اچھا ماڈل پیش کریں گے تو بچے خود بخود اچھے بن جائیں گے۔

دوسرے درجے پر معاشرے کو چاہیے کہ بچوں کو ایسا ماحول مہیا کرے جو اخلاقی برائیوں سے پاک ہو اور اعلیٰ اسلامی اقدار کا امین ہو۔ یعنی جھوٹ، فریب، رشوت ستانی، بدعنوانی، اقربا پروری، چوری، ڈکیتی، زنا، وغیرہ جیسی بیماریوں سے معاشرہ کو پاک رکھیں۔ کیونکہ بچے جو آج دیکھیں گے کل وہی کریں گے۔

تیسرے درجے پر ریاست کو چاہیے کہ بچوں کی بہتر تربیت کے لیے اپنے تمام وسائل کو بروئے کار لائے جیسے کہ بچوں کی تعلیم کے بہترین مواقع پیدا کرے۔ بچوں کی جسمانی صحت کے لیے کھیلوں کے میدان بنائے۔ منشیات کی روک تھام کے لیے سخت اقدامات کرے۔ بچوں سے زیادتی کے واقعات کو روکنے کے لیے سخت قوانین متعارف کروا کر ان پر سختی سے عمل درآمد کروائے۔

بچوں کی تربیت کے لیے بہترین ماہرین کی زیر نگرانی نصاب کی تشکیل دی جائے اوراس کو میٹرک، ایف۔اے لیول کی تعلیم کالازمی حصہ بنایا جائے تاکہ مستقبل میں والدین بننے والے لڑکوں اور لڑکیوں کواس چیز کاادراک ہو کہ ہم نے بچوں کی تربیت کن خطوط پر کرنی ہے۔

خلاصہ بحث:

اس تحریر کا مقصد بچوں کی تربیت کے مقصد کو سمجھنا،اطفال کی تربیت میں درپیش مسائل کااحاطہ کرنا،والدین،اساتذہ،معاشرہ اور ریاست تمام کی ذمہ داریوں کاتعین کرناتاکہ ہر ایک اپنی ذمہ داری کو بھرپور طریقے سے نبھانے کی کوشش کرے۔اس طرح ایک خوبصورت معاشرے، قوم،ملک کی تشکیل دی جاسکتی ہے۔بچوں کی اچھی تربیت کے بغیر خوبصورت پرامن معاشرے کاخواب تابندہ تعبیر ہونا ناممکن ہے۔